احکام ومسائل

عیدالفطر

فاروق الرحمٰن یزدانی
مدرس جامعہ سلفیہ

الحمد لله رب العلمین و الصلوة و السلام علی سید المرسلین اما بعد: فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم.

بسم الله الرحمن الرحیم.

قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربه فصلی. (الاعلیٰ 14:15)

ہر انسان کی زندگی غمی اور خوشی ہر دو صورتوں سے عبارت ہے پھر ہر آدمی ان مواقع پر اپنے علاقے اور برادری کے رسوم و رواج اور ثقافت کے مطابق کچھ اعمال بجالاتا ہے۔

لیکن ایک مسلمان کیلئے اللہ تعالیٰ نے خوشی اور غمی دونوں صورتوں میں کچھ حدود وقیود مقرر کی ہیں اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود وقیود اوامر ونواہی کا نام اسلام ہے۔ اسی اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے

"**یایها الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافة**" (البقرۃ ۲۰۸) اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ کیونکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے ہر لمحہ پر انسان کی راہنمائی کرتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "**الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا**" (المائدہ ۳) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند فرمایا ہے۔

اگر اسلام زندگی کے ہر موڑ پر انسان کی راہنمائی نہ کرے تو اسے مکمل اور اکمل دین کہلانے کا کوئی حق نہیں۔ اس لئے جب ہم اسلام کو مکمل دین تسلیم کرتے ہیں تو ہمیں ماننا پڑیگا کہ ہماری زندگی کے تمام مسائل کا حل اور تمام امور کیلئے راہنمائی اسلامی تعلیمات میں موجود ہیں۔

ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے سال میں دو دن خوشی کے عطا فرمائے ہیں ایک عید الفطر اور دوسرا عید الاضحیٰ کا دن ہے۔ ان سطور میں ہم عید الفطر کے مسائل کے متعلق چند گزارشات قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ اس خوشی کے مبارک دن کو قرآن وحدیث کی روشنی میں اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارا جاسکے۔

صدقۃ الفطر:

رمضان المبارک کے آخر میں کچھ مال صدقہ کرنا امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

"**فرض رسول الله ﷺ زکوة الفطر طهرة للصیام من اللغو و الرفث و طعمة للمساکین**" (ابوداؤد۔ ۱/۲۳۴، کتاب الزکوۃ)

رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ فطر کو فرض کیا جو کہ روزوں کیلئے پاکیزگی ہے فضولیات اور گناہوں سے اور مساکین کیلئے کھانا ہے۔ کتب احادیث میں فطرانہ کو صدقۃ الفطر اور زکوۃ الفطر کہا گیا ہے جبکہ ہمارے ہاں اس کے لئے فطرانہ کا لفظ مستعمل ہے۔ اس لئے کوئی صدقۃ الفطر، زکوۃ الفطر یا فطرانہ کہہ لے ایک ہی بات ہے۔ اور یہ فطرانہ ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت، امیر ہو یا غریب، آزاد ہو یا غلام کوئی بھی کلمہ پڑھنے والا اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "**قال رسول الله ﷺ زکوة الفطر صاعا من تمر او صاعا من شعیر علی العبد و الحر و الذکر و الانثی و الصغیر و الکبیر من المسلمین**" (بخاری ۱/۲۰۴، باب فرض صدقة الفطر) رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان پر ایک صاع کھجوروں سے یا ایک صاع جو سے فطرانہ فرض کیا ہے خواہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا۔ اس لئے ہر مسلمان کو خواہ وہ روزے رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو فطرانہ ادا کرنا چاہیے جو کہ ایک صاع ہے۔ آج ہمارے مروجہ طریقہ اور اوزان کے مطابق اڑھائی کلو گندم، آٹا یا مارکیٹ ریٹ کے مطابق اس کی قیمت ادا کرنی چاہیے۔

بعض لوگ فطرانہ کی فرضیت اور وجوب کیلئے زکوۃ کے نصاب کی شرط لگاتے ہیں ان کا موقف بالکل غلط اور بلا دلیل بلکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ کے خلاف ہے۔

فطرانہ کا وقت:

فطرانہ عید الفطر کی نماز ادا کرنے سے پہلے ادا کرنا چاہیے بہتر تو یہ ہے کہ عید سے تین چار دن پہلے ادا کیا جائے تا کہ غربا و مساکین اس سے کما حقہ فائدہ

اٹھا سکیں اور اپنی ضرورت کی اشیاء خرید کر وہ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو جائیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل بھی یہی تھا جو کہ صحیح بخاری میں منقول ہے " کانو یعطون قبل الفطر بیوم اویومین" (بخاری ۱/۲۰۵) کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عیدالفطر سے ایک یا دو دن پہلے فطرانہ ادا کر دیتے تھے۔

عید الفطر:

رمضان المبارک کے جب انتیس دن ہو جائیں تو چاند دیکھ کر عید کرنی چاہیے اگر چاند نظر نہ آئے تو تیس روزے مکمل کرنے چاہیں کیونکہ قمری مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا۔

عید کے دن غسل کرنا اور اچھے (نئے یا دھلے ہوئے) صاف ستھرے کپڑے پہننا بہتر ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق روایت ہے کہ کان یغتسل یوم الفطر ان یغدو الی المصلی (الموطاص ۱۰۷، کتاب العیدین)

وہ عیدالفطر کے دن عیدگاہ جانے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔

اسی طرح ایک دفعہ حضرت عمرؓ ایک ریشمی جبہ لیکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ ابتع ھذہ تجمل بھا للعید و الوفود" (بخاری ص ۱/۱۳۰، کتاب العیدین) اللہ کے رسول ﷺ پر خرید لیجئے اور عید کے موقع پر اور وفود سے ملاقات کے وقت زینت کے لئے پہن لیا کریں۔

یہ الگ بات ہے کہ ریشمی ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے وہ خریدنے سے انکار کر دیا بلکہ فرمایا کہ یہ تو ان لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ مگر اس حدیث سے یہ مسئلہ تو ثابت ہو تا ہے کہ عید کے موقع پر نئے کپڑے پہننے چاہیں ۔البتہ جس شخص کے پاس نئے کپڑے بنانے کی گنجائش نہ ہو وہ پرانے ہی دھو کر پہن لے اگر خوشبو میسر ہو تو استعمال کرے ورنہ عام تیل ہی کافی ہے۔

عید الفطر کے دن نماز سے پہلے کچھ کھانا:

نماز عید کے لئے جانے سے پہلے کچھ نہ کچھ کھا لینا چاہیے بہتر ہے کو کوئی میٹھی چیز آدمی کھائے۔ رسول اللہ ﷺ کھجوریں کھا کر نماز عید کے لئے عیدگاہ جایا کرتے تھے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ " کان رسول اللہ ﷺ لا یغدو یوم الفطر حتی یاکل تمرات (بخاری ۱/۱۳۰، کتاب العیدین) کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے دن کھجوریں کھائے بغیر (نماز کیلئے) نہیں نکلتے تھے۔

اگر کھجوریں یا چھوارے وغیرہ آدمی کھائے تو پھر اسے طاق کھانے چاہیں۔ حضرت انسؓ ہی کی دوسری روایت ہے فرماتے ہیں کہ "ماخرج رسول اللہ ﷺ یوم فطر حتی یاکل تمرات ثلاثا او خمسا او سبعا او اقل من ذالک او اکثر من ذلک وترا (مستدرک حاکم ص ۱۔۲۹۴، کتاب صلوۃ العیدین) کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے دن تین، پانچ، سات یا اس سے کم یا زیادہ کھجوریں کھائے بغیر نہیں نکلتے تھے لیکن وہ کم یا زیادہ ہو کھجوریں بھی بہر حال طاق ہوتی تھیں۔

نماز عید کا وقت:

نماز عید کا وقت سورج طلوع ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے بہتر ہے کہ چاشت کی نماز کے وقت ادا کر لی جائے حضرت عبداللہ بن بسرؓ نے فرمایا" انا کنا قد فرغنا ساعتنا ھذہ و ذلک حین التسبیح" کہ ہم تو اس وقت تک فارغ ہو جاتے تھے (یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں۔ جب انہوں نے یہ فرمایا) اس وقت چاشت کی نماز کا وقت تھا۔

نماز عید کھلے میدان میں ادا کی جائے:

عید کی نماز مسجد سے باہر کھلے میدان عید گاہ میں ادا کرنی چاہیے رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارک یہی تھا۔ حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ " کان رسول اللہ ﷺ یخرج یوم الفطر و الاضحی الی المصلی" (بخاری ص ۱/۱۳۱، کتاب العیدین) کہ رسول اللہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن عیدگاہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید کی نماز مسجد سے باہر عیدگاہ میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ اگر کوئی عارضہ پیش آ جائے مثلاً بارش ہو رہی ہو یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے عیدگاہ یا کسی بھی کھلے میدان، پارک اور گراؤنڈ میں نماز ادا نہ کی جا سکتی ہو تو پھر مسجد میں ادا کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن جو لوگ سہل پسندی کی وجہ سے کہ باہر انتظام کرنا پڑیگا اور مسجد میں کوئی انتظام نہیں کرنا پڑتا اس لئے مسجد میں ہی پڑھ لیتے ہیں یا بعض خطیب حضرات بھی لالچ کی وجہ سے مسجد میں نماز عید پڑھا دیتے ہیں کہ باہر لوگ کم جائیں گے لہذا مسجد میں ہی پڑھ لی جائے تا کہ پیسے زیادہ جمع ہو جائیں تو یہ غلط ہے۔ اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

عورتوں کا عید گاہ جانا:

مردوں کے ساتھ عورتیں بھی عید گاہ میں جائیں اور باپردہ جماعت کے ساتھ نماز عید ادا کریں ۔رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں عورتیں بھی عید

گاہ میں جا کر نماز کی جماعت میں شریک ہوا کرتی تھیں۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان فرماتے ہیں کہ " قام النبی ﷺ یوم الفطر فصلی فبدأ بالصلوۃ ثم خطب فلما فرغ نزل فاتی النساء فذکرھن وھو یتوکا علی ید بلال" (بخاری ص ۱۳۱/۱، کتاب العیدین) رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر کے دن پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ ارشاد فرمایا جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو نصیحت فرمائی اور آپ نے حضرت بلالؓ کے ہاتھ پر ٹیک لگائی ہوئی تھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں عید گاہ جایا کرتی تھیں۔ اس مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ آپ اس سے بھی لگا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں کو بھی عید گاہ جانے کی تاکید فرمائی جن کے پاس اپنی چادر بھی نہیں اور انہیں بھی جنہوں نے نماز ادا نہیں کرنی۔ چنانچہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں "امرنا رسول اللہ ﷺ ان نخرجھن فی الفطر و الاضحی العواتق و الحیض و ذوات الخدور فاما الحیض فیعتزلن الصلوۃ و یشھدن الخیر و دعوۃ المسلمین فقلت یا رسول اللہ ﷺ احدنا لا یکون لھا جلباب قال لتلبسھا اختھا من جلبابھا" (مسلم ص ۲۹۱۔۱، کتاب صلوۃ العیدین) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم جوان لڑکیوں اور حیض والی عورتوں کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ (کے دن عید گاہ) لے کر جائیں۔ البتہ حیض والی عورتیں نماز سے الگ رہیں اور مسلمانوں کی دعا اور خیر میں شریک ہوں۔ (ام عطیہ کہتی ہیں) میں نے عرض کی اللہ کے رسول ﷺ ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی بہن اس کو اپنی چادر اوڑھا دے۔

اس لئے رسول اللہ ﷺ کے حکم کا پاس کرتے ہوئے عورتوں کیلئے بھی عید گاہ میں پردے کا اہتمام کرنا چاہیے اور عورتوں کو بھی بہانہ بازی کرنے کی بجائے عیدگاہ میں جانا چاہیے۔

تکبیرات:

عید گاہ میں جاتے ہوئے اور عید گاہ سے واپس آتے ہوئے بلند آواز سے تکبیرات کہنی چاہیں۔ بعض صحابہ کرامؓ تو شوال کا چاند نظر آنے کے ساتھ ہی تکبیریں کہنی شروع کر دیتے تھے اس لئے بہتر یہی ہے کہ عید کی رات سے ہی تکبیرات کہی جائیں۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں " اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ و للہ الحمد"

عید گاہ میں نفل نماز:

عید کی نماز صرف دو رکعتیں ہے خواہ عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ۔ اس لئے عید گاہ میں صرف یہی دو رکعتیں ادا کی جائیں گی نماز عید سے پہلے یا بعد میں عید گاہ میں کوئی نفلی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں" ان النبی ﷺ صلی یوم الفطر رکعتین لم یصل قبلھا و لا بعدھا" (بخاری ص ۱۳۱/۱، کتاب العیدین) نے شک نبی کریم ﷺ نے عید الفطر کے دن دو رکعتین پڑھیں آپ نے اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی۔

اس حدیث کی وجہ سے ہمیں بھی عید گاہ میں نماز عید کے علاوہ نوافل پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

نماز عید کیلئے اذان یا اقامت:

عید کی نماز کیلیے نہ تو اذان ہی کہی جائے گی اور نہ ہی اقامت۔ حضرت جابر بن بسرہؓ بیان کرتے ہیں" صلیت مع رسول اللہ ﷺ العیدین غیر مرۃ و لا مرتین بغیر اذان و لا اقامۃ" (مسلم ص ۲۹۰/۱۔ کتاب صلوۃ العیدین) کہ میں نے ایک یا دو مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے پڑھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کی نماز کیلئے اذان اور اقامت نہیں کہی جائیگی۔

نماز عید کی رکعتیں:

نماز عید کی صرف دو رکعتیں ہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں "صلوۃ السفر رکعتان و صلوۃ الاضحی رکعتان و صلوۃ الفطر رکعتان و صلوۃ الجمعۃ رکعتان تمام غیر قصر علی لسان النبی ﷺ" (نسائی ص ۱/۱۸۷۔ کتاب صلوۃ العیدین)

نماز سفر دو رکعت ہے اور عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے اور عید الفطر کی نماز دو رکعت ہے اور جمعہ کی نماز بھی دو رکعت ہے مکمل ہے قصر نہیں۔ حضرت محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق

نماز عید کا طریقہ:

عید کی نماز عام دو رکعت نماز کی طرح ہی ادا کی جائے گی فرق صرف یہ ہے کہ عام نمازوں کی نسبت عید کی نماز کی دونوں رکعتوں میں بارہ تکبیریں زائد کہی جائیں گی۔ سات پہلی رکعت میں قرأت شروع کرنے سے پہلے اور پانچ دوسری رکعت میں قرأت شروع کرنے سے پہلے۔ جیسا کہ حضرت

عمرو بن شعیب کی روایت میں ہے " ان النبی ﷺ کبر فی عید ثنتی عشرۃ تکبیرۃ سبعا فی الاولیٰ و خمسا فی الاخرۃ و لم یصل قبلھا ولا بعدھا " (الفتح الربانی ۶۔ ۱۴۰،۱۴۱) بے شک رسول اللہ ﷺ نے عید کی نماز میں بارہ تکبیریں کہیں سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اور آپ ﷺ نے اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی۔

ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " التکبیر فی الفطر سبع فی الاولیٰ و خمس فی الاخرۃ و القراۃ بعد ھما کلتیھما " (ابوداؤد ص ۱۔۱۷۰، باب التکبیر فی العیدین) عیدالفطر کی پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہیں اور دوسری میں پانچ اور قرأت دونوں رکعتوں کی تکبیروں کے بعد ہے۔

نماز عید خطبہ سے پہلے:

رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ یہ ہے کہ عید کی نماز پہلے ادا کی جائے خطبہ بعد میں پڑھا جائے ۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ " شھدت العید مع رسول اللہ ﷺ و ابی بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنھم فکلھم کانوا یصلون قبل الخطبۃ " (بخاری ۱۔۱۳۱۔ کتاب العیدین، مسلم ۱۔۲۸۹۔ کتاب صلوۃ العیدین) میں رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنھم کے ساتھ عید کے موقعوں پر حاضر ہوا وہ سب نماز عید خطبہ سے پہلے ادا فرماتے تھے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عید کے دن پہلے نماز پڑھنی چاہیے بعد میں خطبہ۔ آج کل کچھ لوگوں نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے وہ پہلے خطبہ دیتے ہیں بعد میں نماز پڑھتے ہیں حالانکہ یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک طریقے کے خلاف ہے۔

راستہ تبدیل کرنا:

رسول اللہ ﷺ عید کی نماز ادا فرمانے کے لئے جب عیدگاہ تشریف لے جاتے تو واپسی پر آپ راستہ تبدیل کر لیتے تھے۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں " کان النبی ﷺ اذا کان یوم عید خالف الطریق " (بخاری ۱۔۱۳۴ کتاب العیدین) رسول اللہ ﷺ جب عید کا دن ہوتا تو (آنے جانے میں) راستے کو تبدیل کرتے۔ اس لئے ہمیں بھی چاہیے کہ جب ہم عیدگاہ سے واپس آئیں تو جس راستے گئے تھے اس کے علاوہ کسی دوسرے راستے سے واپس آئیں۔

عید کے دن روزہ رکھنا:

عید کے دن عیدالفطر ہو یا عیدالاضحیٰ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں " نھی رسول اللہ ﷺ عن صومین یوم الفطر و یوم الاضحی " (مسلم ۱۔۳۶۰ کتاب الصیام) رسول اللہ ﷺ نے دو دنوں کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ایک عیدالفطر اور دوسرا عیدالاضحیٰ کا دن

اس لئے ہمیں بھی ان دو دنوں کا روزہ رکھنے سے اجتناب کرنا چاہیے بعض لوگ عیدالاضحیٰ کے دن قربانی کے گوشت تک کچھ کھاتے پیتے نہیں اور کہتے ہیں ہمارا روزہ ہے ہم قربانی کے گوشت سے افطار کریں گے ان کا یہ کہنا درست نہیں اس لئے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

چاند کی اطلاع عید کے دن:

اگر انتیس رمضان المبارک کی شام کو چاند نظر نہیں آیا دوسرے دن لوگوں نے تیس رمضان المبارک سمجھ کر روزہ رکھ لیا بعد میں انہیں اطلاع ملی کہ رات کو چاند نظر آ گیا تھا تو پھر وہ لوگ تصدیق کرنے کے بعد روزہ افطار کر لیں ۔اگر یہ اطلاع زوال آفتاب سے پہلے مل گئی ہے تو نماز عید بھی ادا کر لیں اور اگر یہ اطلاع زوال آفتاب کے بعد ملی ہے تو عید کی نماز اگلے دن ادا کریں البتہ روزہ ضرور چھوڑ دیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیان کرتے ہیں " غم علینا ھلال شوال فاصبحنا صیاما فجاء رکب من آخر النھار فشھدوا عند رسول اللہ ﷺ انھم رأوا الھلال بالامس فامر رسول اللہ ﷺ ان یفطروا من یومھم و ان یخرجوا لعیدھم من الغد " (الفتح الربانی ۹۔ ۲۶۶ کتاب الصیام)

ایک مرتبہ ہمیں بادلوں کی وجہ سے شوال کا چاند دکھائی نہ دیا تو ہم نے دوسرے دن صبح کو روزہ رکھ لیا دن کے پچھلے پہر ایک قافلہ آیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس گواہی دی کہ انہوں نے گذشتہ روز چاند دیکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ روزہ افطار کر لیں اور اگلے دن عید کی نماز کیلئے نکلیں۔

جمعہ کے دن عید:

جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ نے مستقل طور پر ایک بابرکت دن مقرر فرمایا ہے کتب احادیث میں جمعہ کے دن کو عید کا دن بھی کہا گیا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ عیدین میں سے کوئی عید جمعہ کے دن ہو جاتی ہے تو اس دن اللہ تعالیٰ مسلمانوں کیلئے دو عیدیں جمع فرما دیتے ہیں جو زیادہ برکت کی علامت ہے نا کہ نحوست کی۔ جیسا کہ بعض جاہل یا کمزور عقیدہ کے لوگوں کا خیال ہے کہ جمعہ اور عید اگر اکٹھے آ جائیں تو بابرکت نہیں ہوتے بلکہ یہ بھاری ہوتے ہیں اور اس

سے پہلے ایک مرتبہ یہ بدشگونی ایوب خان کے دور حکومت میں پیدا ہوئی۔اور کئی سرکاری مولویوں نے ایک دن پہلے عید کا اعلان کر دیا تا کہ جمعہ کے دن عید نہ ہو یوں ملک میں ایک افراتفری کی صورت پیدا ہو گئی ان دنوں ایک لطیفہ یہ ہوا کہ جب حکومت نے علماء کی پکڑ دھکڑ کی تو مولانا مودودی کو گرفتار کر کے ایبٹ آباد میں قید کر دیا جب لوگوں نے انہیں دیکھا تو حیران ہوئے اور پوچھنے لگے کہ آپ یہاں کیسے آئے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ حکومت مجھے چاند دکھانے کیلئے یہاں لائی ہے۔بہر حال ایسا عقیدہ کتاب وسنت کی تعلیم کے منافی ہے۔

اگر کبھی ایسا ہو جائے کہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ جمعہ کے دن آ جائیں تو امام کائنات حضرت محمد ﷺ کے طریقہ مبارک کے مطابق نماز عید تو دستور کے مطابق ادا کی جائے البتہ نماز جمعہ جو ادا کرنا چاہتا ہے وہ خطبہ جمعہ میں حاضر ہو جائے اور جو اس دن جمعہ ادا نہیں کرنا چاہتا اسے اجازت ہے کہ وہ جمعہ کی بجائے نماز ظہر ادا کرے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں "اجتمع عيد ان على عهد رسول الله ﷺ فصلى با لناس ثم قال من شاء ان ياتي الجمعة فلياتها و من شاء ان يتخلف فليتخلف"(ابن ماجه ٩٤ باب ماجاء فی اذا اجتمع العيدان فی يوم) کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں دو عیدیں (جمعہ اور عید) اکٹھی ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو (عید کی) نماز پڑھائی پھر ارشاد فرمایا کہ جو جمعہ پڑھنا چاہے پڑھ لے اور جو جمعہ کے لئے نہ آنا چاہے وہ نہ آئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر جمعہ کے دن عید آ جائے تو نماز جمعہ کو چھوڑنے کی رخصت ہے کہ اس دن جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز ادا کر لی جائے۔البتہ مسجد میں خطبہ جمعہ ضرور ہونا چاہیے تا کہ جو لوگ جمعہ پڑھنا چاہتے ہیں انہیں کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔

شوال کے روزے:

عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزوں کی بہت فضیلت احادیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہے یہ روزے رکھنا کوئی فرض اور ضروری نہیں لیکن ان کا ثواب بہت زیادہ ہے۔حضرت ابو ایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں " ان رسول الله ﷺ قال من صام رمضان ثم اتبعه ستامن شوال كان كصيام الدهر "(مسلم ١-٣٦٩ كتاب الصيام) بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر ان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو وہ ایسے ہی ہے جیسا کہ اس نے سارا سال روزے رکھے۔

اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ رمضان المبارک کے بعد یہ روزے بھی رکھ لیں تا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کے مستحق ٹھہریں کیونکہ اس دنیا میں جتنے زیادہ اچھے اعمال کریں گے آخرت میں اتنا ہی زیادہ فائدہ ہوگا۔اور یہ روزے شوال کے پورے مہینے میں وقفے وقفے سے بھی رکھے جا سکتے ہیں۔لیکن یہ یاد رہے کہ یہ اجر و ثواب اس شخص کیلئے ہے جو رمضان المبارک کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق گزارتا ہے اور اپنے آپ کو خصوصی طور پر نافرمانی سے بچاتا ہے۔

اللہ ہم سب کو عیدین سمیت زندگی کی تمام خوشیاں کتاب وسنت کی تعلیمات کے مطابق گزارنے کی توفیق فرمائے۔آمین یا رب العالمین

اللهم وفقنا لما تحب و ترضیٰ

صدر مملکت اور وزیراعظم پاکستان سے پرنسپل جامعہ کی ملاقات

گزشتہ دنوں صدر پاکستان نے ممتاز علماء اور مدارس کے سربراہان کا ایک خصوصی اجلاس راولپنڈی میں طلب کیا تھا جس میں ملک میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی، سانحہ سیالکوٹ اور ملتان کے تناظر میں گفتگو ہوئی۔رئیس الجامعہ میاں نعیم الرحمٰن اپنی علالت کے باعث اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔جبکہ پرنسپل جامعہ چودھری یاسین ظفر نے نمائندگی کی۔اجلاس میں دیگر علماء کے علاوہ ممتاز سکالر و محقق ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر بھی شریک تھے۔

اجلاس میں حکومت کو یہ احساس دلایا گیا کہ موجودہ واقعات کا کسی فرقہ واریت سے تعلق نہیں ہے۔بلکہ کوئی وطن دشمن عناصر محض دینی قوتوں کو بدنام کرنے کیلئے مساجد اور امام بارگاہوں کو نشانہ بنا رہے ہیں۔ملک میں افراتفری پھیلانے کے ساتھ دنیا کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ مسلمان آپس میں دست و گریبان ہیں۔لہٰذا حکومت کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ ان عناصر کا کھوج لگائیں۔اور انہیں منظر پر لائیں اور سخت ترین سزا دیں۔اس سے قبل صدر اور وزیر اعظم نے علماء کرام سے تعاون کی اپیل کی۔تا کہ مل جل کر دشمنوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔(ادارہ)